ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

رسالہ مرآۃ التحلیق

شکر رب قدیر و حمد خالق بے نظیر کہ این رسالہ مشتمل بر مسائل صلاح

از تالیف جناب مولانا مولوی محمد نواب علی صاحب حبیتاپوری

بہ حسن اہتمام

و بہ سعی مالا کلام جناب قاضی عبد الکریم ابن المرحوم جناب حاجی الحرمین

الشریفین قاضی نور محمد صاحب پلبندری رحمہما اللہ بماہ شعبان المعظم ١٣١٢ھ

در مطبع ناگراکری ممبی واقع بمبئی بلباس طبع پوشید

باراول تعداد
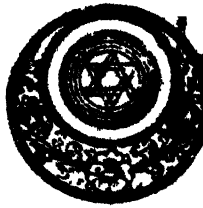
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ نِ الْمُصْطَفٰی اَحْمَدَ الْمُجْتَبٰی دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اما بعد خاکسار ذرۂ بیقدر ناکارہ ازلی محمد نواب علی متوطن جیبا پور ضلع سلہٹ ارباب بصیرت کی خدمت بابرکت مین التماس کرتا ہی کہ مرکوز خاطر اور رکوز ماتراحقر کا مدت سے یہ تھا کہ اگر حوادث زمانہ دورنگ اور خدشات روزگار نیرنگ سے فرصت اور مہلت حاصل ہو تو بمجوائے قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ آیہ کے کوئی دار الحکومت اسلامی کی سیر کرنی چاہیے چنانچہ حسن اتفاق سے بعد فراغ تحصیل علم واختتام کتب درسیہ جناب فضیلت مآب یگانۂ فضلائے دہر و یکتائے علمائے عصر جامع علوم معقول ومنقول حاوی مسائل فروع واصول مولانا مولی الکرام مخدومنا مخدوم الانام حضرت مولوی مولانا محمد لطف اللہ صاحب ساکن قصبۂ پلکھنہ مدرس مدرسۂ اسلامی کوئل المعروف بعلیگڈہ اعلی اللہ شرفہ ودرجاتہ وافاض علی العالمین برہ وفیوضاتہ کی خدمت اقدس سے رخصت ہو کر بتاریخ پانزدہم صفر المظفر سنہ ۱۳۱۰ ہجری دار الامارت بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد مین وارد ہوا تو اکثر ساکنان بلاد وقرٰی کو بسبب لاعلمی اور رسم ورواج شہر اور خوشنودی نفس کے منڈوانے اور کترواتے لحیہ اور بڑھانے مونچھ مین مبتلا پایا لہذا اس ضعیف نے باوجود کسالت سفر اور تفکرات گوناگون کے چند مسائل مختصر بحیثیت تمام درباب اصلاح وغیرہ واسطے نفع عوام اور بنظر ثواب اخروی کے کتب معتبر فقہ اور احادیث صحیحہ سے منتخب کر کے اوپر ایک مقدمہ اور سات بیان کے تالیف کیا اور نام اسکا رسالہ مراۃ التحلیہ

رکھا اگرچہ حتی الامکان صحت مین کمال کوشش کی گئی ہے مگر بمصداق بنظر الانسان مرکب من الخطاء
والنسیان کے ارباب بصیرت کی خدمت مین التماس یہ ہے کہ جہان کہین سہو و خطا اس رسالہ
مین پائین قلم اصلاح سے درست فرمائین اور حقیر کو حرف گیری و نکتہ چینی سے معاف فرمائین واللہ
المصیب والمعین **مقدمہ** محبان صادق و مخلصان راسخ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمات بابرکات مین عرض یہ ہے کہ غرض اصلی اور مقصود کلی ادراک فضائل اور دریافت محامدین
علیہ السلام سے محبت اور اتباع سنت ہے لہذا ہر مسلمان پر واجب و لازم ہے کہ رضائے خدا اور
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہش نفسانی پر مقدم جانے اور اپنے نبی کریم کی سنت کی پیروی
مین سرگرم رہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر دوست
رکھتے ہو تم اللہ تعالیٰ کو تو پیروی کرو میری دوست رکھیگا تم کو اللہ اور بخشیگا گناہ تمھارے اور اللہ بخشنے والا
مہربان ہے اور جس کام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معمول فرمایا اور جس کی نسبت حکم فرمایا اوسکے
بجا لانے مین فلاح دارین ہے اور جس بات کو منع فرمایا اُسکا کرنا مردود جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا یعنی جو کچھ دے تم کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پس
لے لو اُسے اور جو منع کرے پس بچو اُس سے اسی طرح جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا
کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابی قیل یا رسول اللہ من ابی قال من اطاعنی
دخل الجنۃ الخ یعنے سب امت میری بہشت مین جاویگی مگر جسنے سرکشی کی پوچھا لوگون نے وہ
کون ہے فرمایا جسنے پیروی میری سنت اور کتاب کی کی داخل ہوگا وہ جنت مین اور جسنے نافرمانی
کی میری یعنی تابع ہوا اپنے نفس امارہ کا اور چھوڑ دیا میری سنت کو جو رعا ورلڑکون اور عورتون کی
خاطر سے یا شادی نکاح اور بسم اللہ خوانی وغیرہ ناچ اور رنگ اور آتشبازی اور سہرا او رکنگنا

ہو مہندی اور کچھ ریشمی یا کسوم یا زعفران کا رنگا ہوا خلاف سنت اختیار کیا پس بیشک سرکشی کی اُسنے نہ داخل ہوگا وہ جنت میں پس اے محبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو لازم ہے کہ اتباع سنت کرو کیونکہ اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فوائد کثیر اور ثواب عظیم کا موجب ہے اور نافرمانی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجب غضب اور قہر ہے جیسا کہ ڈاڑھی کا رکھنا بمقدار ایک مشت واجب اور لبین کترانا واجب ہے کیونکہ یہ مابہ الامتیاز کفر اور اسلام مین ہے چنانچہ فرمایا رسول اکرم نے جزوا الشوارب وعفوا اللحی وخالف المجوس یعنی کم کرو مونچھین اور بڑھاؤ ڈاڑھیان اور خلاف کرو مجوس کے اور ڈاڑھی کو لپیٹنا اور باندھنا یا اوپر چڑھانا ممنوعات شرعیہ سے ہے چنانچہ فرمایا حضرت نے من عقد لحیتہ فان محمدا بریٔ منہ یعنی جس شخص نے لپیٹی اور باندھی ڈاڑھی اپنی پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے بیزار ہین نعوذ باللہ منہا جس سے خدا اور خدا کا رسول بیزار ہو تو اُسکا کہان ٹھکانا ہے خیال کرنے کی بات ہے اگر کوئی کسی ہندو سے واسطے منڈانے چوٹی کے کہے جو اُسکا آئین دین مین ہے تو وہ کبھی اس بات پر راضی نہوگا بلکہ برا مان جائیگا اور لڑنے پر تیار ہو جائیگا اسے بھائی مسلمانون تم خوش نمائی کے واسطے ڈاڑھی منڈوا کر مشابہت کفار سے پیدا کرتے ہو بہت افسوس اور خلاف شرع کے یہ بات ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ یعنی جکوئی کسی قوم کی مشابہت کرے پس وہ اُنہین سے ہے یعنی اُسکا حشر اُسی گروہ کے ساتھ ہوگا لوگ اس بات کو ظاہر مین نہایت سہل و آسان سمجھتے ہین اور دنیا کی خوبصورتی کے لئے اس وعید شدید کے متحمل ہوتے ہین خداوند کریم سب مسلمانون کو اس گناہ عظیم سے بچا دے جیسا کہ ایک روایت مین آیا ہے مَنْ لَمْ یَاخُذْ مِنْ شَارِبِہٖ فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی جسنے نہین کتروائین مونچھین اپنی پس وہ ہم مین سے نہین ہے یعنی وہ ہمارے طریقے پر نہین ہے اور چنانچہ ہدایہ کتاب الحج مین ہے حَلْقُ الشَّعْرِ فِیْہَا مُثْلَۃٌ کَحَلْقِ اللِّحْیَۃِ فِیْ حَقِّ الرَّجُلِ

جیسے عورتونکا اپنے سر کے بال منڈوانا حکم مین مثلہ کے ہے جیسا کہ مردونکے لیے ڈاڑھی کا منڈوانا
چنانچہ حرمت مثلہ شرع سے صاف ظاہر ہے لہذا اسکی تشریح کی کوئی حاجت نہین تشریح اسکی حاشیہ
اختصار سے باہر ہے فقط بنظر اختصار یہ چند مسائل واسطے نفع رسانی عوام سلف صالحین کی معتبر
کتابون سے اقتباس اور انتخاب کرکے حقیر پرتقصیر نے اردو زبان مین تحریر کیا اور بعد از تسوید مسائل
متفرقہ اس رسالہ کو چند مسئلون مین مرتب کیا **بیان پہلا تعریف اصلاح مین**
جاننا چاہیے کہ جبتک حدود سر کے معلوم نہونگے وضو وغیرہ مین ضرور خطا واقع ہوگی اسواسطے
انسان کو جبتک ایک شی کی حقیقت اور علم حاصل نہو اُسپر وہ قادر اور پوری طور سے عمل نہین
کرسکتا ہے لہذا متوضی کو حدود سر کا جاننا نہایت ضرور اور مقدم ہے ورنہ ضرور اُسکی نماز اور وضو
دونون ناقص اور مکروہ ہونگے اور یہ امر ظاہر ہے کہ نماز کی تکمیل وضو کی تکمیل پر موقوف اور منحصر ہے
پس اب سمجھنا چاہیے کہ حدود سر کہان سے کہان تک ہین اکثر کتب فقہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ ابتدا سر کی
ناصیہ کی جانب سے یعنی وہ جگہ ہے کہ جس مقام پر بال نکلتے ہین یہ تعریف حد کی اکثر فقہا کے نزدیک ہے
ورنہ بعض شخصون کے ابتدائے خلقت سے یا باعث کسی مرض کے تالو تک بال نہین ہوتے
تو اُسکا کچھ اعتبار نہین اور بعض شخصون کے بال جو خاص پیشانی پر ہوتے ہین اُسکا بھی کچھ
اعتبار نہین وہ داخل سر نہین ہین بلکہ وہ مقام منہ کے احکام مین داخل ہین جیسا کہ منہاج
اور خزانۃ الروایات مین ہے کہ ترفان یعنی دونون جانب پیشانی کے جو دونون سر کی حد مین
داخل ہین چہرے کی حد مین داخل نہین اسواسطے وضو کے وقت انکا دھونا ضرور اور واجب
نہین اور نیز خزانۃ الروایت مین لکھا ہے کہ جانب یمین اور یسار صدغ تک سر کی حد مین داخل ہے
صدغ اُس جگہ کا نام ہے جو درمیان آنکھ اور کان کے ایک ہڈی اُبھری ہوئی ہے جیسا کہ حضرت
عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آپ حجامت کیا کرتے تھے جب حجامت بنوایا کرتے

تو صدغ تک بنایا کرو کیونکہ یہ منتہائے سر سے جانب قفا سر کی حد گردن ہے لیکن سر کی حد مین گردن داخل نہین ہے بلکہ وہ خارج سر ہے اسواسطے کہ گردن کا مسح سر مین داخل نہین ہان البتہ اگر اختلاف ہے تو موضع تحذیف مین ہے تحذیف اُس موضع کو کہتے ہین جو درمیان صدغ اور نزعہ کے ہے اس موضع مین اکثر لوگونکے بال بہت کم جمتے ہین ابن سریج کے نزدیک یہ موضع چہرہ مین داخل ہے اسواسطے کہ سفیدی اس موضع مین ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ کتاب ابرکہ مین ہے اکثر لوگ تحذیف کو پسند کرتے ہین اور تحذیف کے معنی لغت مین دور کرنے کے ہین مگر ابو اسحق اور امام نووی اور جلال الدین محلی کے نزدیک موضع مذکور سر کی حد مین داخل ہے کیونکہ یہ موضع سر کے بال کے متصل ہے لہذا یہ سر کا حکم رکھتا ہے پس جاننا چاہیے کہ جب یہ موضع اکثر علماؤنکے نزدیک سر کی حد مین داخل ہو تو جو حکم سر کے بالونکا ہے ضرور اسکا بھی وہی حکم ہوگا یعنی اگر سر کے بال مونڈے جائین تو اسکو بھی ضرور اُسکے ساتھ مُنڈوانا چاہیے مسئلہ مردونکے لئے تمام سر کے بال رکھنا مسنون ہے اور مونڈوانا مباح جیسا کہ مواہب مین ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوائے حج اور عمرے کے سر کے بالونکے مونڈوانیکا اتفاق نہین ہوا اور صحابہ کرام کا بھی یہی طریقہ تھا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی وجہ خاص سے ہمیشہ اپنے بالونکو مونڈوایا کرتے تھے جسکا ذکر آگے ہوگا زاد المعاد مین ایک روایت ہے کہ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کی اصلاح نہین فرمائی مگر چار بار یعنی عمرۃ القضا اور فتح مکہ اور عمرہ جعرانہ اور حجۃ الوداع مین سوائے ان چار مرتبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتفاق نہین ہوا اور یہی انہین چار مرتبہ کے بعد ہجرت کے مکہ مین آپکو تشریف آوری کا اتفاق ہوا ہے چنانچہ جمع الوسائل مین مسطور ہے مگر حضرت کے ہمیشہ بالونکے رکھنے سے یہ خیال کیا جاوے کہ بالونکا نہ رکھنا بالکل ممنوع اور ناجائز ہے بلکہ رکھنا اور مونڈوانا دونون جائز ہین اگر مونڈوانا ممنوع ہوتا

ناجائز ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کیون مونڈایا کرتے جیسا کہ محدث دہلوی نے شرح صراط مستقیم
مین لکھا ہے کہ مرد کو مونڈوانا بالونکا بالاتفاق جائز ہے مگر رکھنا اُن صورتومین جائز اور مسنون ہے
جب اُسکی پوری پوری خدمت ہو سکے جیسا کہ مدارج النبوۃ اور فقہ حنابلہ وغیرہ کتب مین ہے کہ اگر
خدمت بالونکی پوری پوری نہو سکے تو اس طرح بالونکا رکھنا مکروہ ہے بلکہ اس سے مونڈوانا ہی
بہتر اور افضل ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص آیا کہ اُسکے سر کے بال اُسوقت بکھرے ہوئے اور منتشر تھے
آپنے اُس سے کلام نہین کیا اور مُنھ پھیر لیا تھوڑی دیر کے بعد اُس شخص کو بالونکی خدمت کے
واسطے بہت تاکید اور نصیحت فرمائی پس اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بالونکا رکھنا اگر
اُنکی خدمت کی جاوے تو مسنون ہے مگر یہ بھی ضرور خیال رکھنا چاہئے کہ اگر بہ نیت مسنون
حضرت کا یہ فعل تصور کر کے بال رکھے جاوین تو موجب ثواب ہوگا اور جو بہ نیت زیب و زینت اور
خوش نمائی کے لئے رکھے جاوین تو ایسے بالونکا رکھنا مطلقًا ناجائز ہے بلکہ عجب نہین یہ فعل
موجب عتاب ہو اسواسطے اسطرح بالونکا رکھنا خدا اور رسول کے نزدیک بجز عذاب کے قابل
ثواب اور خوشنودی کے نہین ہو سکتا ہے کیونکہ فعل ناجائز پر ثواب مترتب نہین ہوتا بلکہ معصیت
مین پھنستا ہے اب جاننا چاہیے کہ اگر کوئی شبہہ کرے کہ جب سوائے چار مرتبہ مذکور کے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ
کرام رضنے بالونکے رکھنے مین مداومت اختیار فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس فعل
رسول اور جمہور صحابہؓ کے خلاف کیون کیا اُسکا جواب کافی و وافی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے ہرگز خلاف نہین کیا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب سے یہ حدیث وعید غسل کے
باب مین جناب رسول اکرم سے سنی تھی کہ جس کسیکا غسل جنابت مین ایک بال بھی خشک

رہجائیگا وہ عذاب سے دوزخ مین سخت گرفتار رہیگا پس اُسی تاریخ سے حضرت علیؓ نے واسطے مزید
احتیاط کے اپنے بالونکا مونڈوانا اختیار کیا نہ کہ بغرض دیگر نعوذ باللہ منہا یہ خلاف کرنا حضرت
علیؓ کا خلاف فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز تصور کرنا نہین چاہیے کیونکہ جب دونون
فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئے اور ممانعت کسی کی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے نہین ہوئی تو اس صورت مین ایک فعل کے عامل کو حق پر اور دوسرے کو ناحق پر کیونکر
سمجھا جائیگا دوسری دلیل یہ ہے کہ جو فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا ہو
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسپر کوئی تعارض اور تناقض ثابت نہو تو وہ فعل خلاف فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین کہہ سکتے بلکہ از روے اصول حدیث کے ایسے فعل کو سنت
تقریری کہتے ہین پس اب غور کرنا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو اس فعل کو اختیار کیا تھا
یہ بھی نہ تھا کہ حضرتؐ کو اُسکی اطلاع نتھی بلکہ شارع کا سکوت مثل جواز کے ہے لہذا حضرت علی
رضی اللہ عنہ کے اوپر یہ شبہہ اور اعتراض بیہودہ اگر کوئی کرے تو ہرگز قابل تسلیم نہین بلکہ یہ فعل بھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے مسئلہ رکھنا بعض بالونکا اور مونڈنا بعض کا بالکل
ناجائز اور ممنوع ہے اسکو عربی مین قزع کہتے ہین امام نووی اور خلیل احمد اور صاحب مجمع اور صراح
وغیرہ کے نزدیک قزع بالکل ناجائز ہے اور دلیل اُسکی حدیث صحیح مسلم اور بخاری کی جو عبد اللہ ابن
عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اُسمین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قزع کو منع فرمایا ہے دوسری
حدیث مین جو مروی ہے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ یہ ہے کہ ایک دن ایک لڑکے کو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آدھا سر اُسکا مونڈا ہوا تھا اُسوقت منع
فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ تم تمام بال سر کے رکھا کرو یا کل مونڈا یا کرو اور ہمارے اس ملک مین
یہ قزع بدعت شنیعہ کی آٹھ قسم کے لوگون نے اختراع کئے ہین نوع اول وہ لوگ ہین کہ بچپن کے

سر پہ دو چار بال رکھ چھوڑتے ہین جیسا کہ قوم ہنود کا رسم ہے ملا علی قاری نے اس قسم کے
بالونکا رکھنا مناسک مین مکروہات شنیعہ سے لکھا ہے اور سنن ابو داؤد مین حجاج ابن حسان سے
مروی ہے کہ میرے سر پہ دو چار بال مانند زلف کے تھے اسوقت حضرت انس ابن مالک رضی اللہ
عنہ کی اسپر نظر پڑی میرے سر پر انہون نے اپنا ہاتھ رکھا اور دعائے برکت فرمائی یہ ہدایت کی کہ
منڈوا ڈالو ان بالونکو کیونکہ یہ طریقہ یہودیونکا ہے اور نصاب الاحتساب مین اس قسم کی زلف کا
رکھنا مطلقاً حرام لکھا ہے قطع نظر ان دلائل کی جبکہ حدیث صحیح مسلم اور بخاری سے قزع کا ممنوع ہونا
ثابت ہو چکا تو وہی حجت ہمارے واسطے کافی اور وافی ہے اور یہ حرمت کچھ خاص بچون ہی کیواسطے
نہین ہے بلکہ خواہ بچہ ہو یا جوان سب کے لئے یہ مطلقاً حرام ہے نوع دویم وہ لوگ ہین کہ چارون
طرف سر کے بالونکو مونڈوا کر یا کترواکر فقط درمیان سر کے کچھ بال چھوڑ دیتے ہین جیسا کہ عادت اہل
بنگالہ کی ہے اسکو اہل فارس کاکل کہتے ہین اور جو زیادہ رکھا جاے تو اسکو ہندی مین چنڈ
کہتے ہین اور اسکو مختلف طور سے رکھتے ہین کوئی تو درمیان سر کے رکھتا ہے اور کوئی پیشانی
کے جانب رکھتا ہے اور کوئی گردن کی جانب رکھتا ہے یہ سب طریقہ قزع مین داخل اور بالکل
ناجائز و ممنوع ہے اور اگر بہت تھوڑے بال ہون تو اسکو ہندی مین چُٹیا کہتے ہین یہ بھی ناروا
ہے جیسا کہ صاحب نصاب الاحتساب نے شرح بسط کے ساتھ اسکو لکھا ہے جسکا جی چاہے
دیکھ لے نوع سویم وہ لوگ ہین کہ فقط پیشانی کے جانب بالونکو مونڈوا دیتے ہین اور تینون جانب
بالونکو چھوڑ دیا کرتے ہین ہندی مین اسکو بیری کہتے ہین اور عربی مین اسکو قُنزعہ کہتے ہین
یہ بھی نادرست ہے کیونکہ یہ بھی قزع ممنوع مین داخل ہے نوع چہارم وہ لوگ ہین کہ ہین و
پیشانی کی جانب بال چھوڑ دیا کرتے ہین فقط درمیان سر کے ایک پٹی گردن کی جانب سے پیشانی
تک کھلوا دیتے ہین جسکو زبان ہندی مین مانگ کہتے ہین یہ بھی قسم قزع مین داخل ہے اور ناروا ہے

نوع پنجم وہ لوگ ہین کہ فقط سر کے ایک جانب مین کچھ بال واسطے بانکپن کے چھوڑ دیتے ہین کہ
جسکو اہل ہند بانکا کہتے ہین حقیقت مین یہ لوگ اکثر سپاہی اور شجاع ہوا کرتے ہین یہ بھی خلاف
وضع و آئین جماعت جمہور سنت کے ہے اور داخل قزع مین ہے نوع ششم وہ لوگ ہین کہ فقط
گردن کی جانب سر کے بال کچھ کھلوا دیتے ہین فتاوی عالمگیری مین ایک روایت ہے کہ جناب
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طریقہ مطلقا ناجائز ہے اور یہ بھی داخل قزع ہی نوع
ہفتم وہ لوگ ہین کہ فقط پیشانی کی طرف کچھ بال واسطے زیبائش اور خوش نمائی کے رکھتے ہین
یہ عادت اکثر پنجاب کے لوگونکی ہے بلکہ وہ اکثر پیشانی کے بال چُن لیا کرتے اور زیبائش
کے واسطے پیشانی کو محراب وار بناتے ہین یہ بھی قزع مین داخل ہے اور ناروا لیکن اگر کوئی
اپنے غلام تجارتی کو بنظر بڑھنے قیمت کے ایسا کرے تو اس صورت مین درست ہے اور
خدمتی غلام کو درست نہین ہے نوع ہشتم وہ لوگ ہین کہ قبل نکلنے داڑھی کے کچھ بال دونو
صدغین پر چھوڑ دیا کرتے ہین اُسکو ہندی مین گلپھکے کہتے ہین یہ عادت اکثر رامپور اور
حیدرآباد دکن کے لوگونکی ہے چنانچہ شرح عین العلم مین اسکو ناجائز لکھا ہے کیونکہ یہ بھی قزع
مین داخل ہے پس جملہ اقسام مسطورہ اور سوا اسکے جو شرع سے مخالفت اُسکی ثابت ہے وہ
سب ذیل مین مندرج ہین مسئلہ قزع ممنوعہ اگرچہ شرع سے ناجائز ہے مگر بوقت ضرورت
واسطے علاج وغیرہ کے عورتون اور مردونکے واسطے جائز ہے جیسا کہ امام نووی نے شرح
مسلم مین لکھا ہے کہ اتفاق علماؤنکا ہوا ہے قزع کے ناجائز پر مگر واسطے علاج وغیرہ کے
جائز رکھا ہے اور محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت مین لکھا ہے کہ آدھے سر کا حلق کہ
ناجائز ہے مگر بباعث ضرورت درست ہے مسئلہ عورتونکے سر کے بال مونڈنا مطلقا
ناروا ہین مگر بوقت ضرورت کسی مرض کے مضائقہ نہین جیسا کہ مشکوۃ المصابیح مین حضرت علی

مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتونکے سر کے بال مونڈنے سے منع فرمایا اور صاحب
ہدایہ نے اسکی وجہ جو بیان کی ہے کہ بال مونڈنا عورتونکا مثلہ مین داخل ہے اور یہ ناروا ہے
پس اس جگہ سے ایک اور مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص زبردستی کسی کی داڑھی مونڈ ڈالے
تو اس صورت مین مونڈنے والے پر دیت لازم آئیگی اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے کہ اگر کوئی
عورت مرد کی مشابہت بنانے کے لئے اپنے بالونکو مونڈواوے تو بالکل ناروا ہے بلکہ خدا کی
لعنت اسپر ہوگی اسکا بیان آگے آئیگا اور جو بسبب کسی مرض کے مونڈواوے تو روا ہے
مسئلہ مونڈوانا سر کے بال عورتونکا واسطے مشابہت پیدا کرنے مردونسے مطلقا جائز نہین
کیونکہ رسول اکرم نے لعنت فرمائی ہے اس عورت پر کہ جسنے اپنی صورت کو شابہ صورت مرد کے
بنائی اور بزازیہ مین لکھا ہے کہ اگرچہ مرد اپنی بیوی کو اذن واسطے مونڈوانے بالونکے دے
تو بھی ناجائز اور حرام ہے کیونکہ خلاف حکم خدا کے جسکے کرنے سے گناہ ہوتا ہے مخلوق کی
اطاعت درست نہین ہے اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح السنہ سے روایت کی ہے کہ
عورتونکو دراز کرنا بالونکا درست ہے اور کندھے تک قصر کرنا ناجائز ہے پس اس حکم سے ثابت
ہوا کہ نہ عورت مرد کی مشابہت کرے اور نہ مرد عورت کی پس چاہئے کہ مرد بال نیچے کندھے کے
دراز نکرے کیونکہ یہ حکم خاص عورتونکے لئے ہے ورنہ مرد کو عورت کے ساتھ مشابہت لازم آئیگی
کیونکہ حدیث مین مشابہت کرنا مرد کو عورتونسے اور عورتونکو مردسے حالانکہ دونون پر لعنت
آئی ہے **مسئلہ** محرم کو پہلے احرام سے سر کے بالونکا مونڈوانا اور ناخن وغیرہ جو متعلق
حجامت ہے ترشوانا جائز ہے جیسا کہ سراج الوہاج مین مفصل اسکو لکھا ہے **مسئلہ**
حج کے ایام مین بوقت معہود مونڈوانا سر کے بالونکا مردونکو افضل اور بہتر ہے اگرچہ کترنا بھی
جائز ہے تاکہ مرد حلق کرانے والے مین داخل ہوجائے کہ جسکے واسطے حضرت رسول کریم نے

دعائے خیر فرمائی ہے اور احرار صحابۂ کرام چوتھی بار کترانے والے کے حق مین دعا کی تھی چنانچہ مفصلا
یہ قصہ صحیح مسلم اور بخاری شریف مین آیا ہے اور فتاوی عالمگیری اور کافی مین لکھا ہے گرچہ
حلق اور قصر دونون جائز ہین مگر حلق افضل ہے اور نیز حلق کی صورت مین اقتدا جناب فخر کائنات
کی ہے مسئلہ فتاوی عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہے کہ نزدیک حنفیہ کے اگر کوئی شخص ایام حج
مین وقت سر مونڈوانے کے سر پر بال نہین رکھتا ہو تو واجب ہے اسکو کہ خالی استرہ سر پر
پھروالے اور نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ کے استرہ پھروانا مستحب ہے مسئلہ فتاوی عالمگیری
وغیرہ مین لکھا ہے کہ اگر استرہ وغیرہ میسر نہو تو نورہ سے دور کرنا بالونکا جائز ہے مسئلہ فتاوی
عالمگیری وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہے کہ ایام حج مین جو عورت حج کا احرام باندھے تو اسپر
واجب ہے کہ بوقت مقررہ کچھ بال بقدر زائد ایک انمل کے کتروالے اسکو مونڈوانا درست
نہین ہے ویسا ہی منسک ملا علی قاری مین بھی لکھا ہے اور نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کے اگر کوئی عورت تین بال بھی حلق یا قصر یا نتف کرائے تو اسکو کافی ہے جیسا کہ منہاج مین
مسطور ہے مسئلہ خنثی کی حجامت کے باب مین خواہ حج مین ہو خواہ غیر حج مین جو حکم
عورتونکا رکھتا ہے محلی شرح منہاج فقہ شافعی مین لکھا ہے کہ حج مین خنثی کو فقط کتروانا
بالونکا مسئلہ نو سال کی عمر کی لڑکی کو کتروانا بالونکا جائز ہے اسکو حلق درست نہین ہے
جیسا کہ شرح مختصر خلیل فقہ مالک مین لکھا ہے کہ اگر نو سال کی لڑکی ہو تو اسکو کتروانا بالونکا
جائز ہے اسکو حلق درست نہین ہے وہ حکم مین عورت کلان کے ہے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو
کچھ مضائقہ نہین اور اگر صغیرہ یعنی نو سال کی عمر سے کم عمر کی ہو تو اسکو حلق اور کتروانا دونون
جائز ہین مسئلہ صحیح مسلم اور بخاری شریف مین ایک حدیث مسطور ہے کہ جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی حجامت بنوائے تو پہلے اپنے یمین کی طرف سے

شروع کرائے بعد اسکے بیسار کی جانب سے جیسا کہ فقہ کے کتب مین اسکی ترکیب شروعًا اور مفصلاً
لکھی ہے اور ملتقط مین لکھا ہے کہ جب امام اعظم مکہ معظمہ کو واسطے حج کے تشریف لے گئے تو خود
امام صاحب فرماتے ہین کہ بوقت حجامت حجام نے مجھکو تین باتونکی ہدایت کی اول جب مین نے
قصد حجامت کیا تو حجام قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھا تو اول مجھکو رو بقبلہ کی ہدایت کی دویم جب
مین نے جانب بسیار اُسکے سامنے منھ کیا تو جانب یمین کی اُسنے ہدایت کی سوم جب مین نے بعد
فراغت حجامت کے قصد چلنے کا کیا تو اُسوقت مجھکو اپنے بالونکے دفنانے کی ہدایت کی صاحب
نصاب الاحتساب بعد نقل اس حکایت کے فرماتے ہین کہ اس روایت سے سوائے آداب
حلق مسطور کے بہت سے فوائد اور بھی ہین ایک یہ کہ نصیحت خواہ مخواہ سُننا چاہیئے اگرچہ ناصح
کم رتبہ اور اسفل درجہ کا ہو دویم مرد عاقل اور منصف مزاج کو ضرور ہے کہ مسائل شرعیہ کے بیان
کرنے مین حیا اور شرم اور عیب کو ہرگز راہ نہ دے اگرچہ کسی پائین درجہ والے سے حاصل ہو غرض
اس بیان سے یہ ہے کہ دوسرے لوگ مطلع ہوکر اسپر عمل کرین جیسا کہ حکایت مذکور جناب امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اُسی کے مطابق آجتک بزرگان دین کے طریقے جاری اور شایع ہوتے چلے
آتے ہین **مسئلہ** مونڈا ہوا بال انسان کا پاک ہے اگر کوئی اُسکے ساتھ نماز پڑھلیوے تو اُسکی
نماز مین کچھ خلل نہین ہوتا ہے مگر خلاف ہے نزدیک امام شافعیؒ کے کیونکہ ملتقط مین لکھا ہے کہ
اگر کوئی شخص مونڈے ہوئے بال کے ساتھ نماز پڑھیگا تو نزدیک امام شافعیؒ کے اُسکی نماز
نہوگی واللہ اعلم بالصواب **مسئلہ** تاتارخانیہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکا بال
زبردستی مونڈ ڈالے اور اُسکے بعد محلوق کا بال سفید نکلے تو بعضونکے نزدیک حالق پر کچھ اسکا
ابد سے تاوان لازم آئیگا اور نزدیک امام ہمام کے کچھ نہ آئیگا **مسئلہ** مقعص جسکو ہندی مین
کتر ملکھے مین اگر کوئی جنابت کی حالت مین نماز پڑھیگا تو اُسکی نماز مکروہ ہوگی اور یہ فعل

غیر مشروع ہے دلیل اُسکی یہ ہے کہ حضرت عباس رضی سے ایک روایت ہے کہ مین نے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص نماز پڑھے حالت جوڑے مین تو گویا اُسنے نماز پڑھی اسطور سے
کہ اُسکے دونون ہاتھ بندھے ہوئے کندھے سے تھے اور ایک حدیث مروی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز جوڑہ باندھکر نماز نہ پڑھو تم کیونکہ یہ
شیطان کا حصہ ہے اور یہ عقص چند قسم کی ہین ایک وہ ہے کہ بعض شخص بالونکو جمع کر کی پیشانی
کی جانب لاکر باندھ دیتے ہین دوسری وہ ہے کہ بالونکو جمع کر کے وسط سر مین گرہ لگا دیتے ہین
جیساکہ بعض اوقات عورتین کرتی ہین تیسری وہ ہے کہ بالونکو جمع کر کے گردن کی طرف یا وسط
مین رشتہ وغیرہ سے باندھ دیتے ہین اور چوتھی وہ ہے کہ بالونکو جمع کر کے گردن کی طرف
باندھ دیتے ہین بلکہ بالونکو لپیٹ کے سر اُنکے جڑ مین بالونکی داخل کر دیا کرتے ہین غرض کہ اِن
کل صورتونمین نماز مکروہ ہوتی ہے مگر سوائے نماز کے مکروہ نہین جیساکہ کتب فقہ مین مسطور ہے
مگر پھر بھی ترک سنت سے خالی نہین مسئلہ غسل کے وقت عورتونکو اپنے بٹے ہوے بالونکا کھولنا
کچھ ضرور نہین فقط اُنکی جڑون تک پانی پہنچنا کافی ہے جیساکہ مسلم مین ایک حدیث حضرت ام سلمہ سے
مروی ہے کہ اُنھون نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین ایک
عورت اشد ظفر والی ہون یعنی میرے ہمیشہ بال بٹے ہوئے ہوتے ہین آیا مین وقت غسل انکو کھولدیا
کرون یا نہین حضرت نے فرمایا کہ کھولنے کی کچھ ضرورت نہین فقط تین دفعہ انکی جڑون تک پانی
پہنچانا کافی ہے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ تین دفعہ کی قید سے مراد پانی کا پہنچنا شرط ہے پس
اس سے معلوم ہوا کہ بٹے ہوے بال کے ساتھ عورتونکی نماز مکروہ نہین ہوتی ہے خلاصہ اسکا
یہ ہے کہ خواہ بال بٹے ہوئے ہون خواہ غیر بٹے ہوئے غسل جنابت مین کل بالونکا تر کرنا واجب ہے
مسئلہ فرق یعنی مانگ نکالنا مسنون ہے اور سدل یعنی بے مانگ کے چھوڑ دینا بھی جائز ہے

جیساکہ اسکو کہا ہے ملا علی قاری نے مرقاۃ مین کہ بعضون کے نزدیک فرق افضل ہے اور سدل جائز ہے
اور جب جناب سرور کائنات مدینۂ منورہ کو تشریف لے گئے تو آن دنونمین سدل فرماتے تھے کیونکہ
اُس زمانہ مین اہل کتاب بالونکو سدل کیاکرتے تھے اور جناب سرور موجودات بہ نسبت مشرکین کے
اہل کتاب کو دوست رکھتے تھے جب جبرئیل علیہ السلام نے آکر سدل کے ترک اور فرق کی نسبت آنحضرت
کو مژدہ سُنایا اور غلبۂ اسلام سے آنجناب کو خداوند کریم نے سرفراز فرمایا تو فرق اختیار فرمایا اور
مخالفت اہل کتاب کی ارشاد کی مسئلہ دراز کرنا سر کے بالونکا مرد کے لئے کندھے تک اور کتراس کے
بھی جائز بلکہ مسنون ہے ایک روایت مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ تھے بال جناب رسول مقبول صلعم
کے نصف کان تک اور دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ تھے موئے مبارک جناب سرور عالم
صلے اللہ علیہ وسلم کے نرمہ گوش تک اور ایک روایت سے ثابت ہوتاہے کہ تھے موے مبارک جناب
سرور دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم کے بالائے دوش متجاوز شحمہ گوش سے پس اس قسم کے اختلاف سے
عامل بالحدیث کو ایک قسم کا خلجان پیدا ہوتا ہے مگر بعض محدث اور شراح احادیث نے اس اختلاف کی
تطبیق یون دی ہے کہ یہ اختلاف بسبب اختلاف زمانے کے ہوا ہے اسواسطے کہ اگر کبھی موتراشی نہین
کچھ دیر واقع ہوتی تھی تو کانون تک ہوجایاکرتے تھے اور جو کبھی جلدی اصلاح فرماتے تو نصف گوش تک
ہوتے تھے اور جو کبھی شانہ کرتے یا تیل مالش فرماتے تو دوش سے تجاوز کر جایاکرتے تھے پس ان
صورتونمین بلاشک ہر راوی اپنے بیان مین صادق ہے اگر یہ تطبیق تسلیم نہ کیجائے تو بر تقدیر متجاوز
دوش ہیشک یہ حدیث ساتھ حدیث تشبیہ زنان کے معارض ہوگی اور بڑا خلجان پیدا ہوگا پس چاہئے
کہ تطبیق مذکورۂ بالا محدثین کو تسلیم کرین تا خلجان مین پڑنے کی کچھ ضرورت نہ واقع ہو مسئلہ
اسبل کرنا سر کے بالونکا جیساکہ بعض عورتون اور مردونکی عادت ہے یہ شرع مین بالکل ممنوع ہے
کیونکہ قول علیہ السلام کے کہ حضرت نے فرمایا کہ لعنت کرے خدا زن واصلہ اور زن متوصلہ دونون پر

زن واصلہ اُس عورت کو کہتے ہین کہ کسی اور کے بال اپنے سر مین لگا لیا کرے اور زن مستوصلہ
اُس عورت کو کہتے ہین جو دوسری عورت کے ہاتھ سے اپنے سر کے بال جُڑوایا کرے خلاصہ مطلب
اس سے یہی کہ اکثر عورتون کی عادت ہے جیسا کہ عرب مین یہ طریقہ بہت ہے کہ زینت و زیبائش کیلئے
ایک دوسرے کے بال لیکر اپنے سر کے بالون کے ساتھ چپکایا کرتی ہین لیکن اگر کوئی اونٹ کے بالونکو چپکاوے
تو کتاب الآثار محمد رحمۃ اللہ مین اسکو جائز لکھا ہے اور نیز ایک روایت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے
جاننا چاہئے کہ حدیث واصلہ اور مستوصلہ مذکور الصدر کے حکم مین مرد و زن دونون شامل ہین نہ
عورت کو جائز ہے نہ مرد کو پس چاہئے کہ اگر کوئی اس فعل شنیعہ کا عادی ہو تو اس سے اجتناب
اختیار کرے مصداق لعنت خدا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو ورنہ تھوڑی سی زیبائش
دنیا کے لئے آخرت مین بہت نقصان اُٹھائیگا مسئلہ عالمگیری کی ایک روایت سے ثابت
ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت بال موصول کے ساتھ نماز پڑھ لیوے تو اُسکی نماز ہو جائیگی مسئلہ
مجمع البحار وغیرہ مین لکھا ہے کہ عورتونکو جائز ہے باندھنا اپنے بالونکو سرخ دوڑے ریشمی سے
ویسا ہی محدث دہلوی نے بھی لکھا ہے مسئلہ فتاوی عالمگیری اور مطالب وغیرہ مین لکھا ہے
کہ اگر کوئی غلام تجارت کا ہو اور اُسکی پیشانی مین بال نہ ہوتا ہو تو اُسکے بائع کو ازروے قیمت کرنے
جائز ہے کہ پیشانی پر اُس غلام کی بال لگا دے اور جو غلام خدمتی ہو تو جائز نہین ہے مسئلہ چپکانا
بالونکا مردونکے لئے سوائے احرام کے ناجائز ہے جیسا کہ صاحب توضیح التلویح نے اس حدیث
کی شرح مین بیان کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مت تشابہ کرو تم مانند ملبدین کے یعنی شرح اس
حدیث کی صاحب توضیح نے یون لکھی ہے کہ مت باندھو اپنے بالونکو مثل تلبید کرنیوالے کے اور
تلبید کہتے ہین بالونکو گوند وغیرہ سے چپکانے کو مگر سوائے احرام کے درست نہین ہے بعد محرم
جائز ہے بیان دوسرا ڈاڑھی اور مونچھ کے مسئلے قاموس مین لکھا کہ لحیہ بالکسر

ان بالونکو کہتے مین جو ذقن اور دونون رخسارونپر ہوتے ہین **مسئلہ** رکھنا ڈاڑھی کا برابر ایک مشت کے واجب ہے کیونکہ صحیح مسلم مین ایک حدیث آئی ہے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھاؤ تم ڈاڑھی کو اور باریک کرو تم موچھونکو اور ترمذی مین ایک حدیث عمرو ابن شعیب سے مروی ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے طول اور عرض سے اصلاح فرمایا کرتے تھے مگر صاحب مفاتیح اور غرائب نے اس حدیث کی یون شرح بیان کی ہے کہ جب ایک مشت سے زیادہ موئے ریش مبارک کے ہوجایا کرتے تھے تو کچھ طول اور عرض سے اصلاح فرمایا کرتے تھے بہر تقدیر ایک مشت سے کم ثابت نہین بلکہ ڈاڑھی کے بڑھانے کے باب مین جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر ترغیب و ارشاد فرمایا کرتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھاؤ تم اپنی ڈاڑہی کو اور باریک کرو موچھونکو اور مخالفت کرو مجوسیون کی کیونکہ وہ لبونکے بالونکو بڑھایا کرتے ہین اور محدث دہلوی نے مدارج مین لکھا ہے کہ حضرت علی اور عمر او عثمان رضی اللہ عنہم اپنی ڈاڑھی لمبی رکھتے تھی اسقدر کہ سینے تک پہنچتی تھی اور نیز رسال پر فقہا کا فتوی ہے جیسا کہ حمیدیہ مین لکھا ہے **مسئلہ** مونڈوانا ڈاڑھی کا حرام ہے اور یہ طریقہ ہنود اور فرنج اور قلندرونکا ہے مسلمانونکو انکے طریقونسے اجتناب واحتراز کرنا واجب ہے ایسا ہی شرح مصابیح مین لکھا ہے کہ کمتر ایک مشت سے کتروانا جائز نہین کیونکہ یہ بھی طریقہ شیعونکا ہے اہل سنت وجماعت کو ان اقوام مذکورین کے طریقونسے پرہیز کرنا واجب ہے اور طریقہ رسول اکرمؐ اور انکے صحابہؓ کے قدم بقدم چلنا عین نجات اور فلاح دارین ہے صاحب ہدایہ نے کتاب الحج مین لکھا ہے جیسا کہ عورتونکے حق مین بالونکا مونڈوانا مثلہ کے حکم مین ہے ایسا ہی مردونکو ڈاڑھی کا مونڈوانا مثلہ کا حکم رکھتا ہے آس زمانے مین کیا جوان اور کیا بڈھے کسی طریقے کو جو اختیار کرتے ہین اصلا روا نہین خدا انکو توفیق نیک دے اور راہ راست پر اپنے حبیب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاوے آمین ثم آمین مسئلہ احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ ڈاڑھی کی
باب مین دس خصلتین مکروہ ہین اول خضاب سیاہ کیونکہ اکثر روایات سے ثابت ہے کہ یہ خضاب دوزخیونکا
ہے سوا اسکے اسکا موجد فرعون ہے جسنے اول خضاب لگایا تھا اور خدائی کا دعوی کیا تھا جو موسے
علیہ السلام سے لڑکر مع افواج کثیر اپنی داخل جہنم ہوا اور بعض روایت مین آیا ہے کہ بدتر وہ بڈھے ہین
کہ جسنے اپنی صورت کو خضاب سیاہ سے جوانونکی سی صورت بنائی مگر مقابلے مین کفارونکی حالت
جہاد مین مسلمانون کو سیاہ خضاب روا ہے جیسا کہ بعض روایت سے ثابت ہے کہ ہمیشہ مردونکی لئے
ریشمی کپڑے ممنوع ہین مگر بوقت جہاد روا ہے ویسا ہی یہ مسئلہ مذکور حالت جہاد مین مستثنی ہے
دوسم ڈاڑھی کا سفید کرنا ساتھ کبریت وغیرہ کے تو واسطے وقار اور بزرگی اور اظہار کبرسن اور تبحر علم کے
سویم چیننا ڈاڑھی کے بالونکا کہ ابتدائے جوانی مین اکثر لوگونکی یہ عادت ہوتی ہے تا کہ اپنی صورت
بے ریشونکے مانند بنائین یہ نہایت جہل اور فعل عبث ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے فرشتون کی یہ
تسبیح ہے کہ سُبْحَانَ الَّذِی زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللِّحیِ وَالنِّسَآءَ بِالذَّوَآئِبِ یعنی فرشتے خداے
کریم کے پاکی بیان کرتے ہین اور کہتے ہین بہت پاک اور منزہ ہے وہ ذات کہ جسنے زینت دی
مردونکو ڈاڑھی سے اور عورتونکو ساتھ ذوائب یعنی زلف سے پس اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی رکھنا
خاص مردونکے واسطے خدا اور رسول ؐ کے نزدیک زینت ہے برخلاف اس زمانے کے مسلمانون
کہ خدا اور رسول ؐ کے احکام پسندیدہ کو پس پشت ڈالکر اپنی صورتونکو مخنث اور ہنود کی طرح بنا کے
موجب زینت اور فخر تصور کرتے ہین مقام افسوس اور جائے تاسف ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگونکو
ہدایت کرے اور ضلالت سے محفوظ رکھے چہارم سفید بالونکا چننا واسطے ننگ و عار پیری
بعض شخصونکی عادت ہے پنجم کتروانا ڈاڑھی کا ایک مشت سے کم ششم زیادہ کرنا سر کے بالونکا
اور لٹکا دینا زلفونکو ڈاڑھی کے برابر ہفتم شانے سے آراستہ کرنا بالونکو واسطے زینت اور دکھانے لوگونکے

ہشتم ژولیدہ یعنی بکھرے ہوئے بالونکا چھوڑنا واسطے اظہار تزہد اور ورع کے تاکہ لوگ گمان کرین
کہ یہ خدا پرست اور زاہد ہے نہم دیکھنے سیاہی اور سفیدی بالونکے ساتھ چشم اعجاب جوانی یا پیری کے
دہم خضاب سرخ یا زرد بایں خیال اختیار کرنا کہ اپنی صورت مانند صورت صالحین کے ہو نہ برائے
اتباع سنت اور مرقاۃ اور مطالب المؤمنین مین بعد نقل صورہ عشرہ مذکورین کے ایک صورت
ڈاڑھی چڑھانے کی بھی لکھی ہے جیسا کہ یہ عادت اکثر سپاہیونکی ہوتی ہے اور غرببین مین ایک حدیث آئی ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کسی نے اپنی ڈاڑھی کو چڑھایا مین اُس سے بیزار اور ناخوش
ہون نعوذ باللہ منہا جس سے خدا کا رسول ناخوش ہو اُسکا کہان ٹھکانا ہے مسئلہ وسیلۃ
الطالبین مین لکھا ہے کہ اگر کوئی بال ڈاڑھی کا اُکھڑ کر گر پڑے تو دو تین ٹکڑے کر دیا کرین تاکہ
سحر سے مامون رہین جیسا کہ بحر الفوائد مین ایک حدیث مسطور ہے کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب کوئی ڈاڑھی کا بال گر پڑے تو اُسکو قطع کر دیا کرو مسئلہ اگر کوئی کسیکی کل ڈاڑھی
بزور مونڈے تو اُسپر پوری دیت لازم آئیگی اور جو نصف مونڈے تو نصف دیت لازم آئیگی غرض کہ
جس مقدار کے بال مونڈیگا اُسی مقدار کی دیت لازم آئیگی مسئلہ اگر کوئی شخص کسیکی ڈاڑھی زبردستی
چُنے گا بعد پھر وہ سال بھر تک نہ اُگے گی تو چُننے والے پر بقدر اُسکے دیت ضرور لازم آئیگی مسئلہ
تاتارخانیہ مین لکھا ہے کہ اگر کسی نے کسیکو مجبوب یعنی ذکر یا فوطے اُسکے کاٹ ڈالے ور اسی صدمہ سے
اُسکی ڈاڑھی اگر گر پڑے تو کاٹنے والے پر دیت یعنی تاوان لازم آئیگا اور تاوان کا مقدار حاکم وقت کی
تجویز پر منحصر ہے مسئلہ عنفقہ اُس جگہ کو کہتے ہین جو درمیان ذقن اور لب زیرین کے برابر ہے اور
اُس مقام پر کسیکے بال ہوتے ہین اور کسیکے نہین اور کسیکے بہت ہوتے ہین اور کسیکے کم سیرۃ الشامیہ
مین لکھا ہے کہ لینا یا مونڈنا بال عنفقہ کا مکروہ ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ مقام ڈاڑھی کا حکم
رکھتا ہے لیکن محدث دہلوی نے شرح صراط المستقیم مین لکھا ہے کہ اس جگہ کی حجامت مین اختلاف ہے

مگر افضل ترک حجامت ہی کیونکہ بعض روایت سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقام منکور کی حجامت کرنیوالے کی شہادت قبول نہین کرتے تھے مسئلہ لینا دونون طرف بالون عنفقہ کا بعضونکے نزدیک جائز ہے اور بعضونکے نزدیک مکروہ مگر ترک افضل ہے اسواسطے کہ اس جگہ کے بال کے لینے والے کی شہادت عمر ابن عبد العزیز قبول نہین کرتے تھے اور چننا اس جگہ کے بالونکا بعضونکے نزدیک بدعت ہے اور ایک حدیث حمادیہ مین مسطور ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم لوگ وضو کرو تو دونون طرف عنفقہ کے وضو مین داخل کر لیا کرو مسئلہ شارب یعنی لب کے بالونکا سوائے مجاہدین کے لینا مسنون ہے دلیل اسکی جو ترمذی اور نسائی سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے لب کے بالونکا لینا ترک کیا وہ ہمسے نہین یعنی وہ ہمارے طریق پر نہین ہے اور ایک روایت مین حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لب کے بالونکی اصلاح فرمایا کرتے تھے حاصل کلام بڑھانا لب کے بالونکا ممنوع ہے اور یہ طریقہ مشرکین کا ہے خزانۃ الروایات اور مضمرات مین ایک روایت ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن حکم کیا جائیگا واسطے سجدے کے تو اُسوقت سب سجدہ کرینگے مگر جن لوگون نے دنیا مین لب کے بالونکو نہین کم کیا وہ سجدہ نکر سکینگے کیونکہ اسدن انکے لب کے بال مانند میخ آہنی کے ہو جاینگے اسواسطے وہ سجدے سے محروم رہینگے پس مسلمانونکو خیال کرنا چاہیے کہ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ خداوند کریم کے سجدے سے ایک ادنی سی بات کیلئے محروم ہین اور اُس میدان حشر مین کل روبا خلقت کے سامنے موجب ذلت اور رسوائی ہو تو ایسی باتونکا پسند اور اختیار کرنا محض خلاف عقل ہی جسکو خدا نے عقل سلیم عطا کی ہے وہ ہرگز ایسا بات پسند نکریگا بلکہ کوسون ایسی بات سے دور بھاگے گا مسئلہ مونچھ یعنی لب کے بالونکے مونڈنے اور کتروانے مین علماؤنکا اختلاف ہے بعضونکے نزدیک مونڈوانا افضل ہی اور بعضونکے نزدیک

کتروانا افضل ہے لیکن اکثر علماء اونکے نزدیک کتروانا افضل ہے مگر نہایت باریک کرے کیونکہ حدیث
مین آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قوم مجوس اپنی مونچھ بڑی بڑی اور دراز رکھتے ہین
اور داڑھی مونڈھاتے ہین تم اونکے خلاف کرو اور اکثر حدیثون مین مونچھ کے بالونکے باریک کرنے مین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید بلیغ فرمائی ہی پس مسلمانونکو چاہیے کہ جہانتک ممکن ہو اپنی مونچھ کے
بالونکے لینے مین طریقہ مسنون کو ہاتھ سے ندین اور طریقہ مشرکین ہرگز پسند خاطر نفرمائین مسئلہ
مطالب المومنین مین ایک حدیث مسطور ہی کہ خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ ایام جہاد مین اپنی مونچھ کے
بالونکو بہت بڑھایا کرتے تھے تا مقابلہ مین کفار ونکے اپنی صورت خوفناک معلوم ہو اور کفار ونپر
رعب ظاہر ہو اور فتاوی حمادیہ مین لکھا ہے کہ غازیونکو جہاد مین بڑھانا مونچھون کا جائز ہے
مسئلہ مونچھونکے بالونکا چھوڑ دینا جائز ہے جیساکہ بعض روایات سے ثابت ہی کہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ مونچھونکے بال چھوڑ دیا کرتے تھے یعنی نہ مونڈھایا کرتے تھے اور نہ کتروایا کرتے تھے ایک
روایت شرح مہذب فقہ شافعی مین لکھا ہے کہ کتروانا بھی آن بالونکا جائز ہے اور بیہقی نے ایک
روایت اسکے جواز کی عبد اللہ ابن عمرؓ سے نقل کی ہے مسئلہ خزانۃ الروایات مین لکھا ہے کہ اگر
کیسیکی مونچھ بڑی ہو اور وضو کے وقت اسکی مونچھ کی جڑ مین پانی نہ پہنچا ہو تو اسکا وضو درست ہو جائیگا
برخلاف غسل کے کہ غسل جائز نہین ہوگا مسئلہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے کہ اگر کیسیکی مونچھ کسی نے
زبردستی مونڈ ڈالی تو اوسپر تاوان لازم آئیگا اور جو مع داڑھی اسکے مونچھ مونڈ ڈالی تو تاوان
ہر ایک کا جدا جدا اوسپر لازم آئیگا مسئلہ ناک کے بالونکا چننا اور کترنا دونون جائز ہین ملا علی
قاری نے شرح عین العلم آداب حلق سر مین ایک حدیث بیان کی ہی اور راوی اس حدیث کا عمر
جبنؓ شعیب ہی کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چن لیا کرو ناک کے بالونکو کیونکہ بیماری جذام
اور نہ چننے کے ہو جاتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہی کہ مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

وصیت فرمائی کہ تو ہر مہینے مین ناک کے بال چن لیا کر مگر جاننا چاہئے کہ بعض حدیثین چھوٹی بھی
آئی ہین جیسا کہ شرح الشرعہ اور فردوس دیلمی عبداللہ بن بشیر سے ایک حدیث مرفوعا عدم جواز
آئی ہے لیکن خلاصہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اکثر محدثین اور فقہا کے نزدیک دونون جائز ہین مسئلہ
مونڈنا بال ابرو کا بر تقدیر بہت زائد ہونے کے یعنی جب مانع نظر ہو جائے تو جائز ہے جیسا کہ
خزانۃ الروایات اور تاتارخانیہ مین لکھا ہے مسئلہ مونڈنا درمیان دونون ابرو کو واسطے زیبائش
کے درست نہین ہے اور یہ حکم خاص مردونکے لئے نہین بلکہ عورت اور مرد دونون کے لئے
ناجائز ہی مسئلہ اگر کسیکے چہرے پر بال بہت ہون تو اسکا مونڈوانا درست ہی فتاوی حمادیہ مین
ایک روایت حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ہی کہ اگر منہ پر بال ہون تو اسکا مونڈوانا جائز ہے
ایسا ہی خزانۃ الروایات مین مسطور ہی اور ایک روایت مضمرات سے ثابت ہی کہ جائز ہی سوائے
ڈاڑھی کے بالونکے چہرے کے بالونکا لینا تاوقتیکہ صورت مخنث کی سی نہو جائے مسئلہ تاتارخانیہ
مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص کسیکے دونون ابرو کے بال زبردستی مونڈڈالیگا تو مونڈنے والے پر
دیت لازم آئیگی اگر ایک ابرو کے بال مونڈیگا تو نصف دیت لازم آئیگی غرضکہ جسقدر مونڈیگا
اُسیقدر دیت آئیگی **بیان تیسرا** تمام بدن کے بالون کے سوائے چہرے کے مسئلہ بعضونکے
نزدیک حلق کے بال مونڈوانا جائز نہین اور ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہی در عالمگیری
و مطالب المومنین مین لکھا ہی کہ لینا حلق کے بالونکا جائز نہین مسئلہ بغل کے بالونکا مونڈوانا
اور اُکھیڑنا دونون جائز ہین مگر نزدیک اکثرونکے اُکھیڑنا بہتر ہی امام نووی کے نزدیک اُکھیڑنا افضل ہے
بشرطیکہ اُسپر قادر ہو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مین جانتا ہون کہ اُکھیڑنا طریقہ انبیا
علیہم السلام کا ہی مگر مین اُسپر قادر نہین ہون لہذا مجبور ہون اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی
اُکھیڑنے کے قائل ہین مگر جو شخص اسکا عادی ہو اور جو کہ عادی مونڈوانیکا ہو اسکو مونڈوانا کافی ہے

مسئلہ غرائب اور شرح صراط المستقیم مین لکھا ہے کہ سینہ اور ہاتھ اور پیٹ کے بالونکی حجامت
سے ترک افضل ہی یعنی اگر حجامت ان عضونکی نکرائے تو افضل ہی **بیان چوتھا** بیان مین موئے
نلہ مونڈنا یا کترنا یا اُکھیڑنا موئے زیر ناف کا سب طرح روا ہی اور بعضونکے نزدیک مونڈنا
جانا صفائی کے افضل ہی اور یہ حکم عورت مرد دونونکے لئے مساوی ہی اور بعض کتابونمین دیکھا گیا ہے
اس جگہ پر نورہ استعمال کرکے بالونکو دور کرین تو جائز ہی مگر بعضونکے نزدیک ناجائز ہے مسئلہ
ی کے ہاتھ سے نورہ کا استعمال بوقت ضرورت کرانا بعضونکے نزدیک جائز ہی جیسا کہ مطالب
المومنین مین لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کے بدن پر کسی مقام پر زخم ہو اور اُسکا شوہر یا عزیز
اقارب کوئی موجود نہو تو اُسوقت دوسرے کے ہاتھ سے اُس مقام پر دوا کا استعمال کرانا درست ہے
مگر بشرطیکہ اُسکی آنکھین بند ہون حاصل کلام یہ ہی کہ بوقت ضرورت خواہ مرد ہو خواہ عورت اجنبی کے
ہاتھ سے دوا کا استعمال کرانا روا ہی مگر یہ ضرور ہی کہ آنکھین اُسکی بند ہون لیکن یہ شرط میان اور
بی بی کے لئے نہین ہی وہ آپسمین ایک دوسرے کے ہاتھ سے جسطرح چاہین استعمال کرائین جیسا کہ
فتح الباری مین لکھا ہی مسئلہ قسطلانی مین لکھا ہی کہ اگر شوہر اپنی بی بی کے ہاتھ سے موئے زہار ازالہ کرائے تو جائز ہی اور عورتکو
اُسکے حکم سے انکار کرنا روا نہین ہی **بیان پانچوان** ناخن ترشوانے کے مسئلہ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہی کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے اپنے ناخنونکو
ترشوایا بروز آدینہ یعنی بروز جمعہ تو خداوند کریم اُسکو محفوظ رکھیگا ہر بلا سے دوسرے جمعے تک ویسا ہی
ملا خسرو نے اس حدیث کو درر مین لکھا ہی اور ملا علی قاری نے بھی اس حدیث کو شرح مشکوٰۃ مین
نقل کیا ہی اور ایک روایت امام نووی سے واضح ہی کہ اگر کوئی مفلس ہو جسے چاہئے وہ اپنے ناخن
جمعرات کو ترشوایا کرے تو خداوند کریم اُسکے افلاس کو دور کریگا ایسا ہی ذکر کیا اس حدیث کو ابن حجر
اور ملا علی قاری نے شرح شمائل مین مسئلہ دراز ہو جانا ناخنونکا انگلیونکے سرے سے بڑھ جانا مین

مکروہ ہے بلکہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث احیاء العلوم مین نقل کی ہو کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابو ہریرۃ کو کہ اے ابو ہریرہ اپنے ناخونکو ترشوایا کرو ورنہ انگلیونکو سرییسے جو بڑھ جایا کرتے ہین تو اوسپر شیطان بیٹھا کرتا ہو اور ایک روایت قاضی خانسے ثابت ہے کہ جو کوئی اپنے ناخونکو بڑھایا کرتا ہو اوسکا رزق گھٹ جاتا ہی **مسئلہ** دراز کرنا ناخونکا غازیونکے واسطے جائز ہے اگرچہ ترشوانا سنن قدیمہ ہی کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غازیونکو حکم کیا کرتے تھے واسطے بڑھانے ناخونکے اور فتاوی حمادیہ اور عالمگیری وغیرہ کتب فقہ مین لکھا ہو کہ دار الحرب مین ناخونکا بڑھانا غازیونکو مستحب ہی **مسئلہ** شرعۃ الاسلام مین لکھا ہو کہ دانت سے ناخونکا کترنا روا نہین بلکہ خوف پیدائش مرض برص کا ہی **مسئلہ** رات کو ناخونکا ترشوانا جائز ہے ایک حکایت مین آیا ہو کہ ہارون رشید نے اس مسئلہ کو حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا امام صاحب نے جواب دیا کہ جو کچھ تم نے پوچھا وہ درست ہو پھر ہارون رشید نے سوال کیا کہ آپ کس دلیل سے فرماتے ہین اونھون نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ کار خیر مین تاخیر نہین چاہیئے پھر وہ خاموش ہوگیا **مسئلہ** غرائب مین لکھا ہو کہ ناخونکے ترشوانے مین تاخیر نہین چاہیئے شنبہ اور یکشنبہ کی قید لگانا یا مکروہ جاننا نہین چاہیے جب بڑھجائین ترشوا ڈالین **مسئلہ** ناخونکی ترشوانے کی ترتیب عین العلم و غرائب وغیرہ کتب فقہ سے واضح اور ثابت ہے کہ جب ناخن ترشوائین تو شروع کیے جائین داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے خنصر تک اور پھر بائین ہاتھ کی خنصر سے شروع کرکے داہنے ہاتھ کی ابہام تک تمام کیے جائین لیکن بعضے علماؤنکے نزدیک یہ ترتیب مذکور مسنون نہین ہو اگر کوئی خلاف ترتیب مذکور بھی اپنے ناخونکو ترشوائیگا تو لائق عتاب اور زجر نہوگا مگر ترتیب مذکور مین درمیان علماؤنکے اختلاف بہت ہی بیان چھٹا بیان مین مسائل متفرقہ کے **مسئلہ** موئے سفید داڑھی او مونچھ اور سر کے اکھیڑنا

مکروہ ہی کیونکہ ایک حدیث ابوداؤد مین حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہی کہ فرمایا رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مت اکھاڑا کرو تم لوگ اپنے سفید بالونکو کہ یہ نور ہے واسطے مسلمانون کے اور
خداوند کریم اس باعث سے اُسکو ایک نیکی عطا کرتا ہی حکایت نقل ہی کہ جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اپنے سفید بال کو دیکھا تو اُسوقت خداوند تعالی سے عرض کی کہ اے بارخدایا یہ
کیا ہی ارشاد ہوا کہ یہ تیرے واسطے موجب وقار وحرمت ہی عرض کیا ای بارخدایا اور زیادہ عنایت ہو
غرضکہ ختنہ اور مینڈبانی اور لبونکا لینا اور ناخونکا ترشوانا اور موے زہار کا لینا یہ سب سنت ابراہیمی ہی یعنی یہ افعال
مذکور حضرت ابراہیم ؑ سے شروع ہوئے ہین اسواسطے ہمارے سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم
اکثر فرماتے تھے کہ ہماری ملت ملت ابراہیمی ہی مسئلہ عورتونکو اپنے چہرے کے بال اکھیڑنا ناروا ہے
لیکن اگر کوئی بال ڈاڑھی اور لبونکا اُکھیڑے تو کچھ مضائقہ نہین بلکہ بہتر ہی مسئلہ ترشوانا لبونکے
بال اور ناخن اور اکھیڑنا موئے بغل اور مونڈنا موئے عانہ اور حلق کروانا سر کے بالونکا روز آدینہ
یعنے جمعہ کو مستحب ہی لیکن موے زہار کا مونڈنا بیس روز کے اندر بہتر ہی اور چالیس دن سے
تجاوز کر جائے تو مکروہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مروی ہی کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزین سنت قدیمہ اور معمول انبیا سے ہین حجامت لبونکی بڑھانا
ڈاڑھی کا کرنا مسواک کا ڈالنا پانی ناک مین یعنی ناک صاف کرنا ناخن لینا دھونا بند انگلیونکا اکھیڑنا
بغل کے بالونکا مونڈنا موے زہار کا استنجا کرنا پانی سے کُلی کرنا مسئلہ ماہ ذی الحجہ کو جو شخص قصد
قربانی کرے تو طریقہ سنت یہ ہی کہ تاوقتیکہ قربانی نکرے اپنی حجامت نہ بنواوے بعد قربانی کے حجامت
بنواوے تو خداوند کریم اُسکو ثواب عظیم بخشیگا چنانچہ صحیح مسلم مین ایک حدیث آئی ہی کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا جسنے ہلال ذی الحجہ کا اور وہ قصد رکھتا ہی قربانی کا تو وہ نہ حجامت
بنوائے نہ ناخن ترشوائے تاوقتیکہ قربانی نکرے سراج الوہاج مین لکھا ہی کہ موئے بدن اور ناخن وغیرہ

جب بدن سے جدا ہون تو اُنکو دفن کرے اور جب کوئی دانت ٹوٹ جائے یا ہاتھ کٹ جائے یا وہ
بدن سے جدا ہو جائے یا پوست بدن یا حیض کا کپڑا یہ سب حکم دفن کا رکھتے ہین اور دفن کرنا انکا اولیٰ ہے
اور مطالب المومنین مین لکھا ہی کہ اگر کوئی کٹے ہوئے ناخونکو جائے بول و براز مین ڈالے تو مکروہ ہے
اور ایسے حالت مین عجب نہین کہ اُسکو کوئی بیماری پیدا ہووے مسئلہ مطالب المومنین مین
لکھا ہی کہ حالت جنابت مین مونڈوانا یا کتروانا بالونکا یا ناخونکا مکروہ ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے حالت جنابت مین حجامت یا ناخن ترشوائی بروز قیامت سب بال
فریاد کرتے ہوئے آئینگے مثل اونٹ بے علف وقت بھوک کے اور خدا سے کہین گے ای بار خدایا اس شخص سے
تو سوال کر کہ حالت جنابت مین ہمکو کیون جدا کیا اور حالت جنابت مین نورہ کا استعمال کرنا بھی مکروہ ہی
اور ایسا ہی مفید المستفید مین حالت جنابت مین ناخونکا کتروانا مکروہ لکھا ہی مسئلہ بالونکا بغیر تیل
اور شانہ کے چھوڑ دینا مکروہ ہی موطا مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک حدیث آئی ہی کہ ایک دن
رسول مقبول مسجد مین تشریف رکھتے تھے ناگاہ ایک شخص اُسوقت ایسی حالت مین آیا کہ اُسکے
بال اور ڈاڑھی پریشان اور بکھرے ہوئے تھے اُسوقت اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالونکی
اصلاح کے لئے ارشاد فرمایا اُسنے اپنے بالونکو درست کر کے خدمت اقدس مین حضرت کی حاضر ہو
تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری یہ صورت اچھی ہے یا پہلے کی یا یہ کہ تم یہان آؤ شیطانکی
صورت بنا کر اور ایک حدیث ترمذی مین وارد ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک مین
بہت تیل ڈالا کرتے تھے یہانتک کہ بہت تر ہو جایا کرتے تھے موئے مبارک اور ریش مبارک مین بہت
شانہ کیا کرتے تھے اور ہمیشہ استعمال کیا کرتے تھے جامۂ قناع قناع یہ ایک خرقہ ہوتا ہی کہ عرب اسطے
حفاظت عمامہ کے اپنے سر پر باندھ لیا کرتے ہین مگر بعض حدیث مین وارد ہی کہ جناب رسول کریم
صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اور ہر روز شانہ کرنے سے منع فرمایا ہی پس مراد اس حدیث سے یہ ہے

کہ کمال زینت اور مبالغہ شانہ کرنے مین نکرے کیونکہ یہ شان اور عادت عورتونکی ہی مردون کی شان سے بعید ہی مسئلہ تشبہ مردونکو ڈارھی وغیرہ اپنی مونڈوا کے صورت مثل عورتون اور مخنث کی بنانا بالکل حرام ہی ویساہی مردونکو تشبہ کرنا ساتھ چھلے اور رنگنے ہاتھ پانون اور آواز اور تکلم اور امتیاز اور لباس وغیرہ کے عورتونکے ساتھ بالکل حرام ہی صحیح بخاری مین عبداللہ بن عباسؓ سے ایک حدیث مروی ہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے خدا اوپر اس مرد کے کہ مشابہت پیدا کرے ساتھ صورت عورت کی اور اوپر اس عورت کی کہ مشابہت پیدا کرے ساتھ صورت مرد کے مسئلہ مونڈوانا ڈارھی اور بال لبون وغیرہ کا وقت مصیبت یا کسیکی موت کے جائز نہین ہی شرح المصابیح مین ایک حدیث مطول ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مین نہایت بیزار ہون اُس شخص سے کہ جو حلق یا نوحہ کرے ساتھ آواز بلند کے یا کپڑہ پارہ پارہ کرے وقت مصیبت کے نعوذ باللہ منہا جس سے خدا اور خدا کا رسول بیزار ہو اُس سے بدتر کون چیز ہی اور جو مرتکب اس فعل بد کا ہو اُس سے بُرا جہان مین کون شخص ہی خداوندا ایسے لوگونکو ہدایت نصیب کرے مسئلہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے ذقن اور دونون ابرو اور مونچھ کو دھویا یا سر کا مسح کیا اور پھر حجامت بنوائی یا وضو کرکے ناخن ترشوائے تو ان صورتون مین اعادہ ہونا یا وضو کا لازم نہین آتا لیکن مجمع مین لکھا ہی کہ اگر ناخن اسقدر دراز ہون کہ سر انگلیونسے متجاوز ہون تو اس صورت مین اعادہ دھونے زیر ناخونکا لازم آئیگا مسئلہ طریقہ محمدی مین لکھا ہی کہ حجام کو کسی کی ڈارھی کترنا ممنوع ہی اگرچہ باجازت حالق ہو اسواسطے کہ اعانت اوپر معصیت کے حرام ہے مسئلہ استعمال مین لانا ظروف چاندی یا سونے کے واسطے روغن ڈالنے سر کے بالونمین یا ڈارھی مین یا سوا اسکے ناجائز ہی اور کھانا پینا بھی ظروف چاندی یا سونے مین ناجائز ہے کیونکہ حدیث صحیح مین وارد ہی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کھانے پینے کے برتن

چاندی یا سونے کے اور فرمایا کہ یہ شان ہے کفاروں کی تمکو ہرگز درست نہین ہے کیونکہ فقط دنیا
مین کفارونکے واسطے یہ زیبائش ہے اور تمھارے واسطے خدا آخرت مین یہ سب چیزین عطا کریگا
اور ایسا ہی قاضی خان مین بھی لکھا ہے کہ ظروف زر و سیم کے یعنی دوات سرمہ دانی و روغندان وغیرہ
استعمال مین لانا مکروہ ہے شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب
تیل ملا کرتے تھے تو پہلے کف دست مین تیل لیکر دونون ابرو پر لگایا کرتے تھے پھر مونچھ پر مع ریش
مبارک کے بعدہ سر پر ڈالا کرتے تھے اور نیز شرعۃ الاسلام مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منقول ہے کہ کوئی اگر اپنے دونون ابرؤنکو شانہ کیا کریگا تو خدا اُسکو ہر آفت سے محفوظ رکھے گا
لیکن وقت شانے کے سورہ الم نشرح پڑھتا رہے مسئلہ موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے تبرک یعنی برکت حاصل کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت خالد بن ولید سے ایک
روایت مروی ہے کہ لڑائی کے وقت موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سر پر
رکھ لیا کرتے تھے خداوند کریم اُسکی برکت سے اُنکو فتح عطا کرتا تھا اور ایک روایت عینی شرح
بخاری مین مسطور ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طلحہ سے جو جناب سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے موئے مبارک کی اصلاح کیا کرتے تھے وقت تقسیم موئے مبارک کے موئے ناصیہ کی
درخواست کی اُسوقت اُنکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موئے ناصیہ عطا فرمایا اسواسطے کہ
موئے ناصیہ ظفر کے لئے نہایت پر اثر ہے بخاری شریف مین ایک حدیث مذکور ہے کہ حضرت ام سلمہ
رضی اللہ عنہا موئے مبارک ایک ڈبیا مین رکھا کرتی تھین جو کوئی بیمار ہوتا تھا تو موئے مبارک کو
دھوکر اُسکو پلا دیا کرتی تھین اور کچھ اُس بیمار کے منھ پر چھڑک دیا کرتی تھین خداوند کریم اُسکی برکت سے
اُسکو شفا عطا فرماتا تھا اور ایک حدیث صحیحین مین حضرت انس رض سے مروی ہے کہ بلایا حضرت نے
حجام کو پس حکم فرمایا حجام کو جانب راست کے تو حلق کیا اُس جانب کا پس طلب فرمایا

حضرت ابوطلحہ انصاری کو اسوقت عطا کئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن موئے مبارک کو
بعدہ حجام کو طلب فرمایا واسطے اصلاح جانب چپ کے پھر اُسنے اصلاح بنایا تو اُن بالونکو بھی
حضرت ابوطلحہ کو عطا کیا اور فرمایا کہ انکو تقسیم کردو درمیان لوگونکے پس حضرت ابوطلحہ نے وہ موئے
مبارک حسب ارشاد رسالتآب صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کے تقسیم کردئے مواہب مین حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موئے مبارک کی اصلاح فرماتی تھی
تو اُسوقت صحابۂ کرام گرداگرد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھ جایا کرتے تھے تو اُسوقت نہین گرتا تھا
کوئی موئے مبارک زمین پر مگر ہاتھ مین کسی صحابی کے غرض کہ جناب سرور وجودات صلی اللہ علیہ
وآلہ واصحابہ وسلم کا موئے مبارک تقسیم کرنا ان احادیث سے ثابت ہی اور موئے مبارک سے برکت
حاصل کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ اکثر صحابی رضی اللہ عنہم سے ثابت ہو پس جاننا چاہیئے کہ اس
زمانے مین بعض لوگونکے نزدیک جو موئے مبارک کا ہونا مشہور کرتے ہین مسلمانونکو چاہیئے کہ
اُسکی تصدیق اور تکذیب مین بحث اور تکرار نکرین کیونکہ کثیر زمانہ گذر چکا اور یہ زمانہ زمانہ فساد کا
ہی بجائے دیانت کے خیانت بہت شایع ہو اور نہ یہ تحقیق امور ضروریہ مین سے ہی کہ جسکے عدم
تحقیق کے باعث موجب نقصان ایمان اور عتاب ہو بہرحال اس باب مین بحث اور تکرار
آپس مین بیجا ہی ہان اگر اس باب مین کوئی مسلمان دیندار اس بات کو سند قوی کے ساتھ
مرفوعًا ثابت کردے تو اسکا انکار بھی کچھ ضرور نہین ہے کیونکہ جو امر شارع سے ثابت ہو تو احتمال
ثبوت کا بھی رکھتا ہو حاصل کلام تحریر مذکورہ بالا سے یہ ہی کہ قول خیر الامور اوسطہا کو اختیار
کرکے اُسکی تصدیق اور تکذیب مین بحث بیجا نکرین **بیان ساتوان** بیان مین خضاب کے
خضاب کہتے ہین رنگنے کو اور رنگ کو بھی کہتے ہین اور خضاب زعفران اور حنا اور ورس اور
کتم اور وسمہ سے کرتے ہین زعفران کو ہندی مین کیسر کہتے ہین اور حنا کو ہندی مین مہندی اور

کتم کاف کی زبر کے ساتھ ہے اور وسمہ مین اختلاف ہے بعضونکے نزدیک کتم اور وسمہ ایک چیز ہے
اور بعضونکے نزدیک دو چیزین ہین مگر بعض کہتے ہین کتم برگ نیل ہے اور ورس بعضون کے
نزدیک ایک گھانس ہی کہ اُسکا رنگ مشابہ رنگ زعفران کے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ورس
ایک درخت کا پھل ہی جسکا رنگ مشابہ رنگ زعفران کے ہی **بیان اقسام خضاب مسئلہ**
خضاب زرد اور سرخ عورت مرد دونون کے لئے جائز ہی کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ ایک دن
دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند انصار کو کہ اُنکی سفید ریش ہو گئی تھی اُسوقت آپنے فرمایا
کہ اے انصار خضاب کرو ساتھ سرخ یا زرد کے کیونکہ اہل کتاب خضاب نہین کرتے ہین تم
اُنکے خلاف کرو جیسا کہ جمع الوسائل مین امام نووی نے کہا ہی کہ خضاب کے باب مین اقوال
مختلف ہین مگر صحیح یہ ہی کہ خضاب عورت اور مرد دونونکو جائز ہی اور اُنکے نزدیک خضاب سیاہ ناروا ہے
اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک خضاب کرنا اور ترک اسکا دونون برابر ہین اور فتاوی قاضی خانمین
لکھا ہی کہ خضاب کرنا ساتھ حنا اور وسمہ کے بہتر ہی اور فتاوی بزازیہ مین حضرت امام اعظم رحمہ اللہ
علیہ سے مروی ہی کہ خضاب ساتھ حنا اور وسمہ اور کتم کے بہتر ہے مگر مراد اس خضاب سے خضاب
بال داڑھی اور سر کا ہی اور خضاب کرنا غیر جہاد مین بھی روا ہی **مسئلہ** خضاب سیاہ جو مشابہ سواد
اصلی ہو سوائے غازیونکے دوسرے کسیکو جائز نہین ہی چنانچہ ایک حدیث مسلم شریف مین مسطور ہے
کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تغیر کرو تم اس سفیدی کو ساتھ خضاب کے اور پرہیز
کرو خضاب سیاہ سے اور ایک حدیث ابوداؤد اور نسائی سے مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قوم اخیر زمانے مین پیدا ہوگی وہ اختیار کریگی خضاب سیاہ کو
اور اُنکو نصیب نہو گی خوشبو جنت کی اور جمع الوسائل مین ایک روایت ہے کہ جو دنیا مین
خضاب سیاہ کریگا آخرت مین خدا اُسکا منہ سیاہ کر دیگا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خضاب کرواپنے سفید بالونکو اور قریب بجاؤ
خضاب سیاہ کے اور احیاء العلوم مین ایک حدیث مسطور ہے کہ خضاب سیاہ خضاب اہل نار کا ہے
دوسری ایک روایت مین آیا ہے کہ خضاب سیاہ خضاب کفارونکا ہے جیسا کہ سابق مین مذکور
ہو چکا ہے کہ اول خضاب سیاہ کا کرنیوالا فرعون ہے حاصل کلام نصوص مسطورہ سے ثابت ہوا
کہ خضاب سیاہ ناروا ہے بلکہ ابن حجر نے زواجر مین خضاب سیاہ کو گناہ کبیرہ مین سے لکھا ہے
اور محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ خضاب حنا باتفاق جائز ہے اور خضاب سیاہ
ناروا ہے **حکایت** زمانہ خلافت مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک پیر مرد نے خضاب سیاہ
کرکے ایک زن جوان کے ساتھ نکاح کیا بعد چند روز کے خضاب کا رنگ کچھ متغیر ہو گیا عورت کو
معلوم ہوا کہ یہ شخص بوڑھا ہے اُسوقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہو کر
فریاد کی بعد دریافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ اس شخص نے جوانی کے شرط سے عورت
مذکورہ سے نکاح کیا ہے لہذا اُسی وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُسکا نکاح فسخ کر دیا اسواسطے
کہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جسوقت شرط باطل ہو جایا کرتی ہے تو اُسوقت مشروط بھی باطل ہو جاتا ہے
مسئلہ غازیونکو خضاب سیاہ واسطے ہیبت کفارونکے جائز ہے جیسا کہ محیط البرہانی مین مسطور ہے
اور اکثر مشایخ رحمۃ اللہ علیہم کا اسپر اتفاق ہے اور واسطے زینت کے ناروا ہے اب
اس مقام مین وہ حدیثین اور روایتین جو جواز خضاب سیاہ پر دال ہین مذکور ہوتی ہین
اور نیز تطبیق ان احادیث اور حدیث عدم جواز خضاب سیاہ کے جو علمائے محدثین اور
فقہا سے ثابت ہے بطور اختصار واسطے فہم عوام کے بیان اور واضح کی جاتی ہین وہ
یہ ہین کہ ایک حدیث ابن ماجہ مین آئی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم نے کہ بہتر خضاب خضاب سیاہ ہے کہ جسکے باعث تمھاری عورتین تم کو دیکھکر

تمسے راضی اور خوش ہوتی ہین اور تمہارے دشمن تم کو دیکھکر ہیبت ناک ہوتے ہین مگر چونکہ اس
حدیث کا ایک راوی دفاع بن دغفل شدت سے ضعیف ہو لہٰذا یہ حدیث مقابل احادیث صحیحہ
جو دلالت عدم جواز پر کرتی ہین قابل احتجاج نہو گی اور بہت سی حدیثین صحاح کی اوپر کرنے
خضاب سیاہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دلالت کرتی ہین چنانچہ ایک حدیث مین آیا ہی کہ حضرت
ابو بکر رضی اللہ عنہ خضاب کیا کرتے تھے حنا اور کتم سے اور یہ بات پر ظاہر ہے کہ جب حنا اور
کتم سے رنگتے ہین تو رنگ اُسکا نہایت سیاہ ہوتا ہے ایسا ہی ایک روایت سے ثابت ہے
کہ حضرت امام حسین اور حضرت امیر المومنین اور حضرت عثمان غنی وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے
خضاب سیاہ استعمال کئے ہین پس اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ احادیث نہی معمول بہ
نہین ہین لہٰذا ائمہ مجتہدین اور محدثین نے واسطے رفع اوہام اور دفع خلجان عوام کی تطبیق
اسکی اس طرح پر فرمائی ہے کہ خضاب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سرخی مائل تھا نہ سیاہی
مائل چنانچہ ایک حدیث بخاری شریف مین حضرت انس ابن مالک رضؓ سے مروی ہے کہ جب آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ مین رونق افروز ہوئے تو اُسوقت اصحابوں مین سے
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ زیادہ معمر تھے اور خضاب کرتے تھے وہ خضاب سرخ مائل بسیاہی
تھا ایسا ہی اور روایات سے ثابت ہے کہ خضاب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سرخ مائل
بسیاہی تھا اور حضرت امام حسین اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا خضاب بھی اسی تطبیق پر
محمول اور قیاس کرنا چاہیے محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین ایک روایت لکھی ہے
کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خضاب کرتے تھے حنا اور کتم کا کہ وہ گھانس ہے رنگ اُسکا بالکل
سیاہ نہین ہے بلکہ سرخ مائل بسیاہی ہے اور ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ مین لکھا ہے
کہ خضاب سیاہ حضرت امام حسین اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا جو بعض روایت سے

مستفاد ہوتا ہے تو وہ ایام جہاد مین تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جو خضاب تھا
وہ ایک گھانس ہے جسکا رنگ سرخ مائل بہ سیاہی ہے اور وہ غیر کتم سے ہے اس دیار مین
وہ نہین ہوتی اور اس دیار مین خضاب سیاہ برگ نیل اور حنا سے ہوتا ہے یعنی قدری ایک
ربع حنا اور سہ ربع برگ نیل خلط کر کے تیار کرتے ہین تاکہ خالص سیاہی پیدا ہو غرضکہ اس
دیار کا خضاب سیاہ چیزونسے مرکب ہو کر بنتا ہے مسئلہ عورتونکو خضاب کرنا ہاتھ اور پاؤن اور
ناخونونکا بشرطیکہ تماثیل اور تصاویر نہو تو جائز اور روا ہے لیکن چھوٹے لڑکونکو روا نہین مگر بشرطیکہ
کوئی عذر داعی ہو جیسا کہ شرعۃ الاسلام مین لکھا ہے کہ عورتونکے واسطے حنا سنت ہے اور
سوا اسکے نا جائز ہے ابو داؤد مین ایک روایت مسطور ہے کہ ایک دن ایک عورت نے پس پردہ سے
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خط اشارے سے دیتی تھی اسوقت حضرت نے اُس خط کو
نہین لیا اور فرمایا کہ مین نہین جانتا ہون کہ یہ ہاتھ مرد کا ہو یا عورت کا اُسنے کہا کہ یہ ہاتھ
عورت کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو عورت ہوتی تو ضرور اپنے ہاتھ
مین مہندی لگاتی پس جاننا چاہئے کہ یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے کہ رنگ حنا مخصوص ہے
واسطے عورتونکے مردونکو جائز نہین مگر بوقت ضرورت جائز ہے مسئلہ اشعۃ اللمعات مین
لکھا ہے کہ سرخ کرنا منہ اور خضاب کرنا بالونکا بھی شوہر والی عورتونکو بے اذن اپنے شوہر کے
حرام ہے مسئلہ فتاوی ابراہیم شاہیہ مین لکھا ہے کہ خضاب دانتونکا خواہ غازی ہو یا غیر اسکے
جائز نہین ہے ترغیب الصلوۃ مین لکھا ہے کہ دانتونکا رنگ کرنا عورت اور مرد دونون کے لئے
ناروا ہے پس اس روایت سے واضح ہوا کہ اس دیار مین جو اکثر عورتین واسطے زینت کے
اپنے دانتون پر مستی لگایا کرتی ہین وہ بھی ناروا ہے چنانچہ بعض کتب فقہ مین لکھا ہے کہ مستی
لگانیوالی عورتونکا غسل جنابت نہین ہوتا ہے تاوقتیکہ مستی زائل نہو مسئلہ جاننا چاہئے

کہ جواز اور عدم جواز خضاب کرنے مین جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے
روایات اور حدیثین مختلف طور پر آئی ہین جمہور محدثین کے نزدیک حدیث متعددہ سے ثابت
ہوتا ہے کہ خضاب کا استعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین فرمایا ایک حدیث حضرت
انس رض سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خضاب کا استعمال
نہین فرمایا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پیری پہنچی تا کہ خضاب کا اتفاق ہوتا
اور ایک حدیث مسلم شریف مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے خضاب نہین فرمایا بلکہ بچہ ریش مبارک اور صدغین سفید تھے اور ایک روایت مین
آیا ہے کہ موئے مبارک سفید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسقدر کم تھے کہ جسوقت تیل مالش
فرماتی تھی تو بالکل سفید ظاہر اور معلوم نہین ہوتے تھے جیسا کہ بعض کے نزدیک موے سفید
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بیس تھے اور بعض کہتے ہین ستر یا اسی تھے اور
بعض حدیثون سے ثابت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خضاب زرد کا استعمال
فرمایا کرتے تھے ساتھ ورس اور زعفران کے اور نیز حضرت ابن عمر رض سے ایک حدیث مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا مین نے خضاب کرتے ہوئے اور ایک حدیث
ترمذی مین حضرت ابو رمثہ سے مروی ہے کہ دیکھا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو
خضاب کرتے ہوئے ساتھ حنا کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ خضاب کرتے تھے ساتھ حنا
اور کتم کے پس یہ حدیثین جو ثبوت خضاب پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دال ہین
اور جو احادیث مذکور الصدر عدم ثبوت پر ثابت اور وارد ہین باہم کر متعارض اور مخالفت
رکھتی ہین لہذا تابعین ثبوت خضاب نے برائے دفع اور اٹھانے اس تعارض اور مخالفت
کے تطبیق ان حدیثون کی اسطرح کی ہے کہ جو راوی نسخ خضاب کا ناقل ہے وہ خضاب واقع مین

سرخ تھا بلکہ فی نفسہ موے مبارک کچھ مائل بسرخی تھے اسواسطے یہ امر سب کے نزدیک واضح
ودرروشن ہے کہ قبل سفید ہونے کے بال کچھ سرخ ہو جایا کرتے ہین لہذا راوی نے بادی النظر سے
اسکو دیکھکر خضاب سرخ سمجھا حالانکہ سرخ نہین تھے اور بعض روایت مین جو آیا ہے کہ حضرت
کے بال مخضوب تھے وہ بطور شبہ کے بیان کئے گئے کہ اسقدر حضرت کے بال سرخ تھے کہ
بظاہر مخضوب معلوم ہوتے تھے نہ واقع مین خضاب کئے ہوئے تھے اور بعض حدیث مین
جو وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خضاب زرد ساتھ ورس اور زعفران سے
کیا کرتے تھے اُسکا مطلب یہ ہے کہ بروقت دھونے ریش مبارک کے واسطے نظافت کے
اُسکو لگایا کرتے تھے بعد دھونے اور صفائی کے اُسکا کچھ اثر زرد بالونمین باقی رہجایا کرتا تھا
اُسکو راوی نے زردی خضاب تصور کیا حالانکہ حضرت کو اُس سے فقط مقصود نظافت اور
صفائی کا تھا نہ خضاب کا اسواسطے اکثر حدیثونسے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم خوشبودار چیزونکو ہمیشہ پسند فرماتے تھے چنانچہ ایک روایت ترمذی مین ہے کہ ایکدن
جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے غسل کرکے باہر تشریف لائے اُسوقت
موئے مبارک مین کچھ اثر مہندی کا ظاہر ہوتا تھا کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
اکثر واسطے دفع حرارت اور صداع کے سر پر مہندی کا استعمال فرمایا کرتے تھے لیکن یہ امر ظاہر
ہے کہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے جن لوگونکے پاس موئے مبارک تھا
اُنھون نے بخیال پائداری کے اُس موئے مبارک کو رنگ لیا تھا اسواسطے وہ مخضوب تھا
اب جاننا چاہئے کہ جو لوگ ثبوت خضاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے قائل ہین
وہ اس اختلاف کی تطبیق اسطرح بیان کرتے ہین کہ یہ اختلاف بسبب اختلاف اوقات اور
زمانے کے درمیان روایتونکے ہوا ہے کیونکہ اکثر اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

خضاب نہین کرتے تھے اُسوقت جو صحابۂ خدمت اقدس سے مشرف ہوئے تھے اُنہون نے
اپنے علم کے مطابق اوپر عدم ثبوت خضاب کے روایت کی اور جب کبھی اتفاق خضاب کا ہوا
اُسوقت جو صحابہ حاضر خدمت عالی تھے انہون نے حسب چشم دید اپنی روایت کی آنحضرت
سب راوی حسب علم اپنے صادق اور سچے ہین مسئلہ جب لڑکا تولد ہو تو اُسکے سر کے بال
مونڈھا کر بالون بھر چاندی یا سونے سے تولکر محتاجونکو دیدیوین اور اُسکے بال زمین مین گاڑ دین
یہ مضمون طیبی شرح مشکوٰۃ کی شرح کا ہے اور اُس لڑکے کے سر پر کوئی خوشبو کی چیز مانند زعفران
یا صندل کے لگا دین اور جو جاہلیت کا رسم تھا کہ جب جانور ذبح کرنیکا ارادہ کرتے تھے
تو اُس جانور کی تھوڑی سے بال لیکر اُسکی گردن کی رگونکے مقابل رکھتے تھے اور جو خون
اُن رگونسے نکلتا تھا اُسمین لڑکے کے بالونکو دھوکر مونڈواتے تھے اسکو ذبیحہ کہتے ہین یہ بُری
رسم ہے اس سے پرہیز کرین مسئلہ میت کا ختنہ اور بال اور ناخن کاٹنا جائز نہین ہے
لیکن ناخن ٹوٹ گیا ہو تو اُسکا کاٹنا درست ہے فقط الٰہی سب مسلمانونکو توفیق نیک عطا فرما آمین

تمت

خاتمۃ الطبع الحمد للہ والمنۃ وعلی رسولہ التحیۃ والثنا کہ اندنون یہ رسالہ لاثانی المسمی ببراءۃ التقلید
من تصنیف عالم باعمل جناب مولانا مولوی محمد عنایت علی صاحب متوطن چیتاپور ضلع سلہٹ زبان
سلیس اُردو مین چھپ کر طیار ہوا اور مصنف صاحب نے بھی کل
حقوق تالیف وغیرہ بنام جناب قاضی عبدالکریم ابن المرحوم قاضی نور محمد صاحب بھیونڈی
تاجر کتب بمبئی و مالک مطبع کریمی کو ہبہ کر دیا ہے لہذا تاجران عالی وقار و خریداران خردشعار کی
خدمت مین التماس ہے کہ کوئی صاحب کتاب ہذا کا قصد طبع نہ فرماوین اور امید ہے کہ تحسین کے
حضرات کثیر نہ [illegible]